علامہ شاہ بلیغ الدین، کینیڈا

# حضرت ابوطلحہ انصاریؓ

مسلمان اور مشرکینِ عرب ایک دوسرے سے گتھے ہوئے تھے۔ جیت صاف مسلمانوں کی تھی، اتنے میں میدان جنگ کا نقشہ بدلا، مسلمانوں کی فوج کا وہ حصہ جو حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے تحت تھا اپنی جگہ سے ہٹا، مجاہدِ اعظم ﷺ نے اسے پہاڑی راستے پر حفاظت کیلئے کھڑا کیا تھا، ان لوگوں نے سوچا اب جنگ ختم ہو چکی ہے تو اپنی جگہ چھوڑ کر میدان جنگ کے بیچ میں چلے جائیں جہاں مالِ غنیمت جمع کیا جارہا تھا اور مالِ غنیمت جمع کرنے میں ہاتھ بٹائیں۔

کافروں کے ایک دستے نے دیکھا کہ حفاظتی دستہ اپنی جگہ پر نہیں ہے، تو گھوم کر وہاں پہنچے اور اس حصہ کو گھیرے میں لے جہاں حضور اکرم ﷺ کھڑے اپنی فوجوں کو لڑا رہے تھے، یہ جنگ کا وہ نازک لمحہ تھا جب بازی ادھر یا ادھر ہو سکتی تھی، کافروں کا حملہ شدید سے شدید تر ہوتا گیا، مسلمان اس وقت میدان جنگ میں پھیلے ہوئے تھے اور حضور ﷺ کے قریب بہت کم لوگ رہ گئے تھے، لیکن یہی جانثار اپنی جگہ ڈٹ گئے اپنے نبی کے آگے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر سپر ہو گئے، کانٹے کی لڑائی ہو رہی تھی، کافر بڑھے چلے آرہے تھے اور مسلمان انہیں روک رہے تھے، کبھی کبھی رسالتِ پناہ ﷺ سر اٹھا کر یہ منظر دیکھ لیتے تھے، اس وقت ایک آواز سنائی دیتی...... میری جان آپ کی جان پر قربان اور میرا چہرہ آپ کے چہرہ مبارک پر نثار! اور پھر اللہ کا وہ سپاہی جس کی آواز تھی اپنے پیمبر کے لئے ڈھال بن جاتا، اس دن ایک دو نہیں تین کمانیں اس کے ہاتھوں میں ٹوٹیں، تیر تھے کہ دشمن کے لئے موت کا پیام لے کر ان کی چٹکی سے نکلتے، اس روز حملہ آوروں کا منہ پھیر دینے میں اس مجاہد کا بڑا ہاتھ تھا۔ یہ مجاہد حضرت ابوطلحہ انصاریؓ تھے، دوسری بیعت عقبہ کے نقیب، بنوخزرج کے رئیس، خاندان نجار کی آبرو، حضرت ام سلیمؓ کے شوہر اور حضرت انسؓ بن مالک کے سرپرست! مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ ہوا تو حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ آپ کے بھائی بنائے گئے۔ وہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہیں جنت کی بشارت دی گئی تھی! حضرت طلحہؓ کے مقام کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔

احد کی لڑائی کے بعد ان کا بایاں ہاتھ زندگی بھر کے لئے بیکار ہو گیا تھا، یہی ہاتھ تھا جس پر وہ ان تیروں کی بارش روک رہے تھے، جو رسالت پناہ ﷺ پر ہو رہی تھی، یہ ہاتھ مسلمانوں کے لئے بڑا مقدس ہاتھ تھا جس نے میدانِ احد میں تاریخ کا دھارا موڑ دیا۔ ابوطلحہؓ کی عمر اس وقت چوبیس پچیس سال کی تھی، اوسط قد تھا، سانولی رنگت، مدینے میں ان کا بڑا مرتبہ تھا، رسالت مآب ﷺ آپ کے گھر جاتے، کھانے کا وقت ہوتا اور کوئی چیز کھانے کے لئے پیش کی جاتی تو خوشی سے کھاتے، کبھی دوپہر میں ان کے گھر کو رونق بخشتے تو تھوڑی دیر کے لئے قیلولہ بھی کر لیا کرتے تھے، حضرت ام

سلیم رشتہ میں آنحضرتؐ کی خالہ ہوتی تھیں، رشتہ دور کا سہی لیکن حضور اکرمؐ ان کا بڑا لحاظ فرماتے تھے، انہی کی وجہ سے حضرت انسؓ کو بارگاہ نبوی کا خادم بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔

رسالت پناہؐ کی ذات سے حضرت ابوطلحہؓ کو بے پناہ عقیدت تھی، خود حضورِ اکرم ﷺ بھی آپ کا بہت خیال رکھتے تھے، تمام لڑائیوں میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے، سفر میں انکا اونٹ حضور اکرم ﷺ کی سواری سے سب سے زیادہ قریب ہوا کرتا تھا، گھر میں جب بھی کوئی چیز آتی تو حضرت ابوطلحہؓ آنحضرت ﷺ کے لئے ضرور تحفہ بھیجتے، کبھی کبھی تو بہت معمولی چیزیں بھیجی جاتیں، خرگوش کی ایک ران، تھوڑے سے خرمے غرض جو کچھ بھی ہوتا حضور اکرم ﷺ بڑی خوشی سے ان کی نذر قبول فرمالیتے، قدر افزائی کا یہ حال تھا کہ اللہ کے رسول حج کے لئے تشریف لے گئے اور منیٰ میں بال ترشوائے تو داہنی طرف کے بال تو کئی لوگوں میں تقسیم فرمائے لیکن بائیں طرف کے تمام موئے مبارک حضرت ابوطلحہؓ کو عنایت ہوئے، اس امتیاز پر کوئی ان کی خوشی دیکھتا! معلوم ہوتا تھا دو عالم کی دولت ان کے حصے میں آئی تھی۔

جب عبداللہ بن ابی طلحہؓ پیدا ہوئے تو حضور اکرم ﷺ نے کھجور چبا کر نومولود کو چٹائی اور نام رکھا، ہجرت کے بعد پیدا ہونے والے بچوں میں سب سے پہلے یہ شرف حضرت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو حاصل ہوا، جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نواسے تھے۔

انہی عبداللہ سے حضرت ابوطلحہؓ کی اولاد پھیلی اور بھی لڑکے ہوئے لیکن وہ بچپن ہی میں مرگئے۔ دوسرے لڑکے حضرت اسحاق تھے جن کے لڑکے امشہور محدث گزرے ہیں۔

مسجدِ نبوی کے بالکل سامنے ایک جگہ تھی بیرحا، یہاں حضرت ابوطلحہؓ کی کچھ زمین تھی، بڑی زرخیز اور شاداب زمین تھی! اس میں ایک کنواں تھا، مدینے کا مشہور کنواں، نہایت میٹھا پانی تھا، اس میں سے ایک خاص مہک آتی تھی، رسالتِ پناہ ﷺ اسی کنویں کا پانی پیا کرتے تھے اور بہت شوق سے پیتے تھے، جب حکم آیا کہ: لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی جب تک اس میں سے خرچ نہ کرو جو تم کو بہت زیادہ عزیز ہے تو نیکی کو نہیں پاسکتے ......... تو سب صحابہ کرام نے اور بالخصوص انصار کے بڑے آدمیوں نے جو جس کے پاس تھا راہ خدا میں وقف کردیا، حضرت ابوطلحہؓ نے بھی وہ زمین اور کنواں وقف کرنا چاہا، آنحضرت ﷺ نے سنا تو بہت خوش ہوئے فرمایا۔ اسے اپنے عزیزوں میں تقسیم کردو!

ایک وہ دور تھا کہ ابوطلحہؓ کی شراب کی محفلیں مدینے سے باہر بھی مشہور تھیں، یا اسلام لانے کے بعد ایک ایسا دور بھی آیا کہ جو کچھ تھا راہ خدا میں لٹا چکے تھے، فقر و فاقے میں زندگی بسر ہونے لگی، ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک مسافر آیا، اس کے ٹھہرنے کا کہیں انتظام نہیں ہورہا تھا، ارشاد نبویؐ ہوا کہ اسے جو مہمان رکھے گا خدا اس

پر رحم کرے گا۔ حضرت ابوطلحہؓ سب سے پہلے اٹھے‘ مہمان کو ساتھ لیا‘ گھر پہنچے‘ بیوی سے پوچھا...... آج کھانے پینا کا کیا انتظام ہے؟ بتایا گیا...... کچھ نہیں۔ بس اتنا ہے کہ بچوں کے لئے کچھ پکالیا گیا ہے۔ فرمایا...... بس کافی ہے۔ کسی طرح بچوں کو سلادو۔ بچے سوگئے تو چراغ بجھادیا‘ اور جو کھانا تھا مہمان کے آگے رکھ دیا‘ میاں بیوی بھی ساتھ ہی بیٹھ گئے اور جھوٹ موٹ منہ چلاتے رہے‘ سارا گھر فاقے سے تھا‘ چھوٹے چھوٹے بچے بھوکے تھے لیکن کچھ پروانہ تھی‘ صبح بارگاہ نبویؐ میں پہنچے تو ارشاد ہوا کہ رات تمہارے ایثار سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا!

حضرت ابوطلحہؓ انصاری آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد کوئی چالیس سال تک زندہ رہے‘ کیسے چالیس سال کہ تصور کر کے حیرت ہوتی ہے‘ کوئی تیس سال عمر سے لے کر ستر برس کی عمر تک یعنی جب انتقال ہوا اس وقت تک مسلسل روزے رکھتے۔ سوائے ان دنوں کے جب روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے‘ زندگی کے دیگر معمولات کا اس کے بعد کیا ذکر ہو‘ عمل ایسا اور علم کا یہ حال کہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔ وہ ان صحابہ کرام میں سے تھے جن کے علم وفضل کا دور دور چرچا تھا‘ ہجرت کے بعد برابر حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے‘ سفر وحضر میں ساتھ رہا‘ بانوے (۹۲) حدیثیں ان سے نقل کی گئی ہیں‘ اس بارے میں وہ بڑی احتیاط فرماتے تھے‘ خدا نے ان کے بیٹوں پوتوں کو بھی یہ فضیلت دی تھی کہ اپنے وقت میں علم حدیث کے امام مانے جاتے تھے۔

حضرت ابوطلحہؓ کی بیان کی ہوئی اکثر حدیثیں حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں لڑی جانے والی جنگوں کے بارے میں ہیں‘ عام خیال یہ ہے کہ ان تمام غزوات میں وہ شریک رہے‘ بدر‘ احد‘ خیبر اور حنین میں ان کی جنگی صلاحیتیں غیر معمولی طور پر نمایاں ہوئیں۔

ہجرت کا ابتدائی دور اہل مدینہ کے لئے بڑا صبر آزما تھا‘ مشرکین مکہ نے مدینے کے منافقوں اور یہودیوں سے مل کر مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کیا تھا‘ آئے دن یہ خبریں پھیلتی رہتی تھیں کہ مکہ والے شبخون ماریں گے‘ رات کے حملوں کا خیال کر کے مظلوم مسلمان پریشان رہا کرتے تھے‘ ایک مرتبہ آدھی رات گزری تھی کہ شور وغل اٹھا کہ...... مدینے پر حملہ ہونے والا ہے‘ رسول اکرم ﷺ بھی حجرے سے باہر تشریف لے آئے‘ صورتِ حال معلوم ہوئی تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جو لوگ جمع ہوگئے تھے ان میں حضرت ابوطلحہ بھی تھے‘ وہ گھوڑے پر سوار ہتھیار لگائے ہوئے آئے تھے اور حملہ آوروں سے نمٹنے کے لئے ہر طرح تیار تھے۔ رسالت پناہ ﷺ نے حضرت ابوطلحہؓ کا گھوڑا لیا‘ سوار ہوئے اور تن تنہا مدینے سے باہر چلے گئے‘ اپنے فدائیوں کی حفاظت کا کس قدر غیر معمولی خیال تھا کہ ختمی مرتبت ﷺ نے اپنی ذات کو خطرے میں ڈال دیا‘ حضرت ابوطلحہؓ سے رہا نہ گیا‘ پیچھے پیچھے چلے۔ تھوڑی دور گئے تھے کہ دیکھا حضور اکرم ﷺ واپس تشریف لا رہے ہیں‘ حضرت ابوطلحہؓ کو اللہ کے رسول نے اپنی طرف آتے دیکھا تو فرمایا کہ...... خوف کی کوئی بات نہیں! اطلاع عام ہوگئی! سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے‘ حضرت ابوطلحہؓ بڑے خوش تھے کہ ان کا گھوڑا بڑا مبارک

ثابت ہوا کہ اللہ کے رسول نے اس پر سواری فرمائی اس موقع پر ان سے ارشاد ہوا کہ...... ابوطلحہؓ! تمہارا گھوڑا بڑا تیز رفتار ہے'! ایک جانثار کے لئے یہ بڑا اعزاز تھا۔

آنحضرت ﷺ کے انتقال کے بعد بہت سے عاشقان رسول ایسے تھے' جن کا دل مدینہ میں بالکل نہیں لگتا تھا' ختمی مرتبت ﷺ کی ایک ایک بات یاد آتی اور دل کو تڑپاتی رہتی تھی' بہت سوں نے سرزمین شام کی طرف ہجرت کی' انہی میں حضرت بلالؓ اور حضرت ابوطلحہ بھی تھے' ان غم زدوں کے دل جب دوری سے گھبراتے تو رات دن کا سفر کر کے روضہ مبارک پر حاضر ہوتے اور رو رو کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کرتے۔

حضرت ابوطلحہؓ ان لوگوں میں سے تھے جو آگے رہنے اور نمایاں ہونے کا کبھی خیال نہیں کرتے تھے جو کچھ کرنا ہوتا چپ چاپ کر دیتے' جب بیروحا (۱) کی قیمتی زمین اور کنواں وقف کیا تو قسم کھا کر کہا...... یہ بات اگر چھپ سکتی تو میں کبھی ظاہر نہ کرتا' حکم ہے کہ...... راہِ خدا میں اس طرح خرچ کرو کہ دائیں ہاتھ سے خرچ ہو تو بائیں ہاتھ کو خبر تک نہ ہونے پائے' حضرت ابوطلحہؓ اس حکم پر عمل کرنا چاہتے تھے' ویسے صدقہ و خیرات اگر ظاہری طور پر بھی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ مقصد دوسروں کو انفاقِ فی سبیل اللہ کی ترغیب دینا ہو۔

حضرت ابوطلحہؓ نے بڑی خاموشی سے زندگی بسر کی' سارا وقت عبادتِ الٰہی میں گزارا۔ کسی دنیاوی اعزاز کی کبھی خواہش نہ کی' چاہتے تو ہر خدمت انہیں مل سکتی تھی' حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں شام ہی میں رہے' حضرت عمرؓ کے انتقال سے کچھ دنوں پہلے مدینہ آئے پھر واپس شام چلے گئے۔

ستر برس کی عمر میں وفات پائی۔ وہ بھی اس حال میں کہ گھربار اور بچوں سے دور تھے' ایک تو بڑھاپا اس پر چالیس سلسل مسلسل روزے رکھنے کی وجہ سے کمزوری بڑھ گئی تھی مگر ایمان ایسا مضبوط تھا کہ ایک دن گھر پر بیٹھے کلام پاک کی تلاوت کر رہے تھے کہ سورۂ توبہ کی آیت نے جہاد کا ولولہ تازہ کر دیا' بولے...... خدا نے بوڑھے جوان سب پر جہاد فرض کیا تھا' میرے لئے سامانِ سفر تیار کرو! (کسی نے کہا) خدا آپ پر رحم کرے' عہد نبوی کی تمام لڑائیوں میں آپ شریک ہو چکے ہیں' شیخین کے زمانے میں آپ نے برابر جہاد میں حصہ لیا' اب اس حال میں آپ گھر میں بیٹھے رہیئے ہم لوگ جہاد پر جاتے ہیں۔ لیکن شوقِ جہاد اور شوقِ شہادت کہاں رکنے دیتا تھا' ایک سمندری لڑائی میں شریک ہونے نکلے جہاز ہی پر انتقال فرمایا' ساتویں روز جہاز خشکی پر پہنچا تو انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ مجاہد لوٹ رہے تھے تو ان کا یہ جملہ سب کے کانوں میں گونج رہا تھا کہ...... اللہ تعالیٰ نے بوڑھے جوان سب پر جہاد فرض کیا ہے!

(زیر ترتیب کتاب 'بزم الف لام میم' کا ایک باب)

---

(۱) ایک کنواں جو نخلستان میں تھا' مسجد نبوی کی حالیہ توسیع سے پہلے اپنے پہلے حج کے موقع پر میں نے یہ کنواں دیکھا تھا۔